ڈاکٹر بدرالدین بٹ
کشمیر (بھارت)

حضرۃ شاہ ھمدان اور کشمیر

وادئ کشمیر میں تحریکی انداز میں اسلام حضرت شاہ ھمدان میر سیّد علی الھمدانی کی مبارک کوششوں سے داخل ھوا۔ چودھویں صدی کے اس عظیم مبلّغ و مصلح نے کشمیر کی کایا ھی پلٹ کے رکھ دی ۔ یہاں کے دین و مذھب، تہذیب و تمدن، صنعت و حرفت اور علم و فضل میں ایک تاریخ ساز اور انقلاب انگیز تبدیلی آئی ۔ [1]

شاہ ھمدان کی خدمات کی اہمیّت اور عظمت کا صحیح اندازہ لگانے کے لیے یہ ضروری ھے کہ ھم اس دور کے ھندو سماج، تہذیب و تمدن، اخلاقی اور مذھبی صورت حال کا جائزہ لیں ۔ دورِجدید کے کشمیری ھندو مورخین اس بات پر متفق ھیں کہ اسلام داخل ھونے سے قبل کشمیر سیاسی بے چینی، اخلاقی بے راہ روی، اقتصادی بدحالی اور کھوکھلی مذھبیت کی لعنتوں میں گرفتار ھوچکا تھا ۔ پروفیسر این ۔ کے ۔ زتشی نے کلہن اور جون راج کے حوالے سے اس وقت کے سیاسی، سماجی، اخلاقی اور اقتصادی حالات کا جائزہ لیتے ھوئے لکھا ھے :

" کشمیر میں اسلام کے داخل ھونے سے قبل تین سو سالہ ھندو دورِحکومت دھشت اور مایوسی کا دور ھے ۔ زوالِ عام نے اپنی علامتیں گیارھویں صدی عیسوی سے ھی دکھانا شروع کی تھیں، جب سنگرامہ راجا نے لہرا خاندان کے بانی کی حیثیت سے اپنے آپ کو کشمیر پر مسلط کر دیا ۔ انحطاط کا عمل سماجی، اقتصادی، سیاسی غرض ھر میدان میں دکھائی دے رہا تھا ۔

---

[1] اقبال، ایس ۔ ایم ۔ دی کلچر آف کشمیر (ترتیب) مقالہ "ایڈونیٹ آف اسلام ان کشمیر" (مورہ پبلیکیشنز نئی دھلی، ۱۹۷۸ء) ص ۲۲۰

جیا سمہا (جو کہ آخری ہندو عبقری بادشاہ تھا) کے بعد ہندو راج تیزی سے روبہ زوال ہونے لگا ، یہاں تک کہ ۱۳۲۰ء میں ابتری کی حالت میں ختم ہو گیا ۔

کشمیر کے معمّر اور جوان لوگوں نے زندگی کی تمام نفاستیں ترک کر دی تھیں اور انکے آپس کے جھگڑوں ،بددیانتی اور جھوٹے پن نے ایک مہذّب سوسائٹی کا حلیہ ھی بگاڑ کے رکھ دیا تھا ۔ اخلاقی اقدار سے لاپروائی کا مرض سوسائٹی کے تمام لوگوں میں سرایت کر گیا تھا ۔ کشمیر کا بادشاہ کلش (۱۰٦۳ء – ۱۰۸۹ء) ایسی بے لگام اور شہوت پرست زندگی گزارتا تھا کہ جس نے اس کو اپنی بیٹی کی ناموس کو لوٹنے کی حد تک گرا دیا تھا ۔ اس کا جانشین ہرش (۱۰۸۹ء–۱۱۰۱ء) اس حد تک اخلاق باختہ ہوگیا تھا کہ اس نے اپنی بہنوں اور پھوپھیوں کے ساتھ شہوت رانی کی ۔ بادشاہ عموماً کمزور ، نااہل ، بے وقوف اور کٹھ پتلی تھے ۔ وہ طاقتور وزیروں اور جاگیرداروں کے ھاتھوں میں کھلونے بن گئے تھے۔ تفرقہ انگیز قوتوں نے سر اٹھایا اور شاہی نزاعوں ، سازشوں اور خونیں جنگوں نے ملک کو ابتری اور افراتفری کے گہرے سمندر میں پھنیک دیا ۔ کشمیر لٹیرے وزیروں اور جاگیرداروں کی ملِک بن گیا تھا ۔ ان حالات میں امن و امان کو مشکل ھی سے قائم کیا جا سکتا تھا ۔ لوگوں کا جان و مال غیر محفوظ تھا ۔ لوگ غارت گر سرکاری افسروں اور وزیروں کے غیر انسانی مظالم اور اقتصادی استحصال کے شکار ہو گئے تھے ۔ ان لوگوں نے قومی جائداد میں غبن کیا ۔ مندروں کی دولت کو لوٹ لیا اور لوگوں سے نقد و جنس چھین لئے ۔ عوام بھاری ٹیکسوں تلے کراھتے رھے ۔ بار بار کی بغاوتوں اور خانہ جنگیوں نے اندرونی تجارت میں خلل ڈالا اور ایسے مواقع بھی آئے جب بیرونی تجارت بالکل ٹھپ ھو کے رہ گئی ۔ تاجروں کا طبقہ لالچی اور بددیانت تھا ۔ زوال پزیر ذرائع آمدنی اور بادشاہوں کی عیاشیوں نے کشمیر کے قومی خزانوں کو خالی کر دیا ۔ راجا اننتا (۱۰۲۸ء – ۱۰٦۳ء) اس حد تک مقروض ہو گیا تھا کہ اسے اپنا تاج و تخت ایک بیرونی تاجر کے پاس

گروی رکھنا پڑا۔ [۲]

شاہ ھمدان کا نام نامی علی تھا ۔ ان کے سال ولادت کے بارے میں تزکرہ نگاروں اورموٗرخوں کے درمیان اختلاف ھے ۔ نزھۃ الخواطر [۳]، بروکلمان [۴]، کشیر [۵]، تحائف الابرار [۶]، تزکرۂ علمائے ھند [۷]، قاموس الاعلام [۸]، دائرہ معارف اسلامیہ [۹]، میں ان کا سالِ ولادت ۷۱۴ ھجری بمطابق ۱۳۱۴ء درج ھے ۔ اسی کو پروفیسر محمد ریاض [۱۰] پروفیسر محبؔ الحسن [۱۱]، پروفیسر رفیقی [۱۲]، ڈاکٹر پارمو [۱۳]، اور بامزے [۱۴] نے بھی قبول کیا ھے ۔ مگر صاحِب " خلاصۃ المناقب " نے لکھا ھے کہ حضرت شاہ ھمدان کی وفات ۷۸۶ ھ میں ھوئی اور اس وقت آپ کی عمر تہتر برس تھی ۔ [۱۵] اس اعتبار سے آپ کا سال ولادت ۷۱۳ ھ ھی بنتا ھے جو ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر کے خیال میں قرینِ صواب ھے ۔ [۱۶] مولانا جعفر بدخشی شاہ ھمدان کے نامور مرید رھے ھیں اور ان کی " خلاصۃ المناقب " اس سلسلہ میں اھم ترین اور قدیم ترین ماخذ ھے ، لہذا ان کا سال ولادت ۷۱۳ ھ (۱۳۱۳ء) ھی ماننا پڑے گا ۔

---

[۲] زتشی ، این ۔ کے ۔ سلطان زین العابدین بڈشاہ آف کشمیر (لکھنو ۱۹۷۶ء) ص ۴ ۔ ۵

[۳] عبد الحی ، مولانا ۔ نزھۃ الخواطر (حیدرآباد دکن) جلد ۲ ، ص ۸۷

[۴] بروکلمان ، جلد ۲ ، ص ۲۱۱

[۵] صوفی ، جی ۔ ایم ۔ ڈی ۔ کشیر ۔ نئی دھلی : ۱۹۷۴ء) جلد ۲ ، ص ۸۵ ۔

[۶] مسکین ، حاجی محی الدین ۔ تحائف الابرار (امرتسر ۱۳۲۱ ھ) ص ۱۱

[۷] رحمان علی ۔ تزکرہ علمائے ھند (نولکشور پریس ۱۹۱۷ ء ، ص ۱۴۸

[۸] الزرکلی ، خیر الدین ۔ قاموس الاعلام ، جلد ۵ ص

[۹] انسائکلوپیڈیا آف اسلام (لیڈن ۱۹۶۰ء) ج ۱ ص ۳۹۲

شاہ ہمدان کے والد محترم شہاب الدّین علوی سیّد تھے ۔ آپ ہمدان کے گورنر (حاکم) تھے ۔ [۱۷] معلوم ہوتا ہے کہ اپنی مصروفیات کی وجہ سے وہ شاہِ ہمدان کی تعلیم و تربیت خود نہیں کر پاتے تھے ، اس لئے شاہ ہمدان اپنے ماموں اور وقت کے مشہور و معروف صوفی سیّد علاأالدّولہ سے منسلک ہو گئے ۔ [۱۸] ان ھی کی آغوشِ تربیت میں شاہ ہمدان نے ابتدائی تعلیم و تربیت کے علاوہ قرآن مجید بھی حفظ کیا ۔ [۱۹] بارہ سال تک اپنے ماموں کے زیرِ تربیت رہے ۔ اس کے بعد سلوک و طریقت کی تعلیم تربیت شیخ محمود مزدقانی اور تقی الدّین علی دوستی سے حاصل کی ۔ [۲۰] اس کے علاوہ بعض روایات کے مطابق سیّد علاأالدّولہ سمنانی سے بھی کسبِ فیض کیا ۔ [۲۱] علی دوستی اور محمود مزدقانی کے یہاں شاہ ہمدان کو برسوں کسرِ نفس ، ضبطِ نفس ، تزکیۂ قلب اور تصفیۂ باطن کی کڑی اور صبر آزما مشقّتوں سے گزرنا پڑا ، جب جا کے انہوں نے آسمانِ سلوک پر وہ تابندگی حاصل کی جس نے ایک عالم کو منور کر دیا ۔

---

[۱۰] سہ ماہی اقبال (لاہور ، جون ۱۹۷۲ء) مقالہ " شاہ ہمدان " ص ۷۰

[۱۱] کشمیر انڈر سلطانز (سری نگر : ۱۹۷۴ء) ص ۵۵

[۱۲] صوفی ازم ان کشمیر ، ص ۳۱

[۱۳] اے ہسٹری آف مسلم رول ان کشمیر (دھلی : ۱۹۶۹ء) ص ۱۰۲

[۱۴] اے ہسٹری آف کشمیر (دھلی) ص ۵۲۵

[۱۵] بدخشی ، نورالدین جعفر ۔ خلاصہ المناقب (قلمی) بحوالہ سیّد میر علی الھمدانی از ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر (دھلی ,ریپرنٹ) ص ۱۵

[۱۶] ایضاً ص ۱۵

[۱۷] خلاصہ المناقب بحوالہ سیّد میر علی الھمدانی ص ۱۷

[۱۸] خلاصہ المناقب ، بحوالہ صوفی ازم ان کشمیر ، ص ۳۱

[۱۹] خلاصہ المناقب ، بحوالہ سیّد میرعلی الھمدانی ص ۲۰

اپنے استاد شیخ محمود مزدقانی کی ھدایات پر آپ نے تین بار ربع مسکون کے اسلامی ممالک کی سیاحت کی - ھر سفر سات سال میں مکمل ھوتا تھا - اس طرح انھوں نے اپنی عمرعزیز کے اکیس سال سفر میں گزارے اور بارہ دفعہ حج بیت اللہ سے مشرّف ھوئے - [۲۲] ان اسفار کا مقصد مقرّبانِ خدا سے استفادہ اور دین حق کی تبلیغ و اشاعت ھوتا تھا - انھی اسفار میں آپ نے چودہ سو اولیاء اللہ کو دریافت کیا - [۲۳] اور ان گمنام اولیاء اللہ کے علاوہ ھزاروں مقربانِ رب سے ملاقاتیں کیں - ھزاروں لوگوں کو اسلام کے آفاقی نظام سے بہرہ وَرکیا - ان اسفار میں آپ نے مزدقان ، ختلان ، بلخ ، بدخشان ، ختا ، یزد ، شام ، بغداد ، روم ، ماوراءالنھر ، بیت المقدس ، سیلون ، ایلاق ، جبل الفتح ، جزیرہ صحف ، جبل لبنان ، جبل القدوم ، گادرونْ ، جبل الابواب اور کشمیر کی سیاحت کی - [۲۴]

شاہ ھمدان کے اسفار میں کشمیر کی سیاحت نتائج کے اعتبار سے اھم ترین سیاحت مانی جاتی ھے ، مگر اس سفر کے پس منظر اور محرکات پر بے حقیقت کہانیوں کی تہہ در تہہ گرد جم گئی ھے اوز یہ بات قدیم و جدید مورخوں اور تزکرہ نگاروں میں عام طور پر مشھور ھو گئی ھے کہ شاہ ھمدان امیر تیمور کی تھدید کے نتیجے میں کشمیر کی وادی میں وارد

---

[۲۰] ایضاً - جامی ، عبدالرحمان - نفحات الانس (کتاب فروشی سعدی : ۱۳۳۷ قمری) ص ۴۲۷ - ۴۲۸

[۲۱] نوری ، عبدالوھاب - فتحات الکبرویہ ، (قلمی نسخہ ریسرچ لائبریری ، یونیورسٹی آف کشمیر سری نگر نمبر ۸۲۶) ص ۲۲۶

[۲۲] خلاصۃ المناقب ، بحوالہ کشمیر میں اسلام کی اشاعت از ڈاکٹر محمد فاروق بخاری ، ص ۶۲

[۲۳] ایضاً ص ۳۰

[۲۴] لطائف اشرفی ، بحوالہ بزم صوفیہ از سیّد صباح الدین عبدالرحمان ص

ہوئے ۔ چنانچہ مرزا اکمل الدین محمد کامل بدخشی کشمیری (م ۱۱۳۱ ھ) نے لکھا ہے ۔

گر نہ تیمور شور و شر کر دی
کے امیر این طرف گزر کر دی [۲۵]

اسی کو محمد اعظم دیدہ مری [۲۶] ، حسن کھویہامی [۲۷] ، حاجی حسین تبریزی [۲۸] ، حاجی محی الدین مسکین [۲۹] ، بروکمان [۳۰] طامس بیل [۳۱] ، ایس ۔ ایم اسٹرن [۳۲] ، مولانا عبدالحی [۳۳] ، علی اصغر حکمت [۳۴] ، پروفیسر محب الحسن [۳۵] ، پروفیسر محمد ریاض [۳۶] ،ڈاکٹر پارمو [۳۷] ، بامزیے [۳۸] اور ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر [۳۹] نے بھی قبول کیا ہے ۔

مگر حالات و واقعات کا تجزیہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر تیمور اور شاہ ہمدان کے درمیان مخاصمت یا کدورت

---

۲۵ بحر العرفانؔ (قلمی) بحوالہ کشمیر میں اسلام کی اشاعت ، ص ۷۳
۲۶ واقعات کشمیر (قلمی) نسخہ ریسرچ لائبریری سری نگر
۲۷ تاریخ کشمیر ، ادارہ تحقیقات و نشریات سری نگر جلد ۳ ، ص ۱۳
۲۸ روضات الجنات بحوالہ سیّد میر علی الهمدانی ص ۶۷
۲۹ اسرار الابرار ص ۱۶
۳۰ تکملہ ، جلد ۳ ، ص ۳۸
۳۱ اورینٹل بیوگرافیکل ڈکشنری ، ص ۳۳۸
۳۲ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ، جلد ۱ ، ص
۳۳ نزهة الخواطر ، جلد ۲ ، ص ۸۷
۳۴ یغما ، بحوالہ ، سیّد میر علی الهمدانی ص ۶۳
۳۵ کشمیر انڈر سلطانز ، ص ۵۶
۳۶ سہ ماہی اقبال ، ص ۴۷ ۔ ۷۶
۳۷ اے ہسٹری آف مسلم رول ان کشمیر ، ص ۱۰۳
۳۸ اے ہسٹری آف کشمیر ، ص ۵۲۵
۳۹ سیّد میر علی الهمدانی ، ص ۶۲ ۔ ۷۱

کی کہانی محض سخن طرازی ہے ـ تیمور بقول یزدی ۷۸۸ ھ یا ۷۸۹ ھ میں ایران و عراق کی تسخیر کی طرف متوجہ ہوا [۴۰] جبکہ شاہ ہمدان ۷۸۶ ھ میں انتقال کرتے ہیں ـ لہذا امیر تیمور کی تہدید کا سوال کہا پیدا ہوتا ہے ؟ ـ

پروفیسر رفیقی نے اس افسانے کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کبرویہ سلسلے کے صوفیا مسلم ممالک میں دور دور تک جاتے تھے ـ خاص طور پر علاؤالدولہ سمنانی کے پیروکاروں نے اسلام کی تبلیغی سرگرمیوں میں زبردست دلچسپی اور سرگرمی دکھائی ـ صرف سیّد علی ہمدانی اور ان کے رفقا ہی نے ایران کو نہیں چھوڑا ـ خانقاہ سمنانیہ کے فیض یافتہ دوسرے صوفیا جنوبی ہند کے شہر گلبرگہ تک پہنچ گئے ـ میر سیّد اشرف جہانگیر سمنانی (م ۱۴۰۵ء) جو کچھ دیر تک سیّد علی ہمدانی کے بھی ہمرکاب تھے ، لکھنو کے نزدیک شہر فیض آباد کے گاؤں کچوچھ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے ـ [۴۱] اس بات کی وافر شہادت دست یاب ہے کہ تیمور سادات کا مخالف نہیں تھا اور اس پر یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اس نے سیّد علی ہمدانی اور ان کے ساتھیوں کو کشمیر جانے پر مجبور کیا ہو ـ اصل میں کشمیر میں نئی نئی مسلم حکومت قائم ہو گئی تھی اور تبلیغ و اشاعت اسلام کے لیے مناسب حالات پیدا ہو گئے تھے ، اس لیے سیّد علی ہمدانی نے کشمیر کا رخ کیا ہوگا ـ مزید برآن سیّد علی ہمدانی اکیلے کشمیر نہیں گئے تھے ، ان کے ساتھ لوگوں کی ایک بڑی تعداد بھی تھی ، جن میں سب علوی سادات ہی نہیں تھے ـ علاوہ ازیں سیّد علی ہمدانی نے برسوں پہلے سیّد تاج الدّین اور سیّد حُسین کو کشمیر کے حالات معلوم کرنے کے لئے کشمیر بھیجا تھا ـ [۴۲]

پروفیسر رفیقی کے ان خیالات کی تائید تیمور کے اس بیان سے ہوتی ہے جو " ملفوظات تیموری " میں موجود ہے ـ

---

[۴۰] یزدی ـ ظفر نامہ ، جلد ۱ ، ص ۲۸۷

[۴۱] صوفی ازم ان کشمیر ، ص ۳۲

[۴۲] ایضاً

چنانچہ تیمور لکھتا ھے " میں نے حکم دیا کہ تمام اہم مواقع پر سادات اور اہلِ علم میرے دائیں طرف بیٹھے ہوئے ہونے چاہییں - میں نے اس بات کا بھی خیال رکھا کہ سادات کی کبھی بھی توہین نہ کی جائے اور نہ ان کو برا بھلا کہا جائے اور میں نے ان کے مقیّد کرنے اور قتل کرنے سے منع کیا"۔ [۲۳] " ظفرنامہ " کے ان ابیات سے بھی اس بات کی تصدیق ہوتی ھے -

ندیدی کس از خویش و از اجنبی
گرامی تر از اہل بیت نبی
بجان معتقد بود سادات را
ہماں اہلِ تقوی و طاعات را [۲۴]

اصل بات یہ ھے کہ اللّٰہ تعالی نے شاہ ھمدان کے ذریعے کشمیر کی تقدیر بدل دینا چاہی جو اللّٰہ کے فضل سے بدل گئی - قدیم تذکروں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ھے کہ کشمیر کے سفر پر شاہ ھمدان ایک غیبی اشارے پر روانہ ہوئے تھے - مُلّا حیدر بدخشی نے " منقبۃُ الجواھر " میں قوام الدّین بدخشی اور خواجہ اسحاق ختلانی سے روایت کی ھے کہ " جناب سیادت رُو بقبلہ بیٹھے تھے کہ سرور کائنات و فخرِ موجودات صلی اللّٰہ علیہ وسلم جلوہ گر ہوئے اور فرمایا :" میرے بیٹے کشمیر جا ، اور وھاں کے لوگوں کو مسلمان بنا ، اگرچہ وھاں کچھ لوگ شرفِ اسلام سے مشرّف ہوئے ھیں ، لیکن کافروں اور مشرکوں سے بدتر ھیں - احکامِ اسلام نہیں جانتے اور کفر و اسلام میں امتیاز نہیں کرتے - اس کے بعد جناب سیادت کشمیر روانہ ہوئے - [۲۵] اس بیان سے اس خیال کو تقویّت ملتی ھے کہ شاہ ھمدان ،تیمور کے خوف کی وجہ سے نہیں ،بلکہ ارشادِ رسول کے تحت کشمیر میں وارد ہوئے تھے -

---

[۲۳] ملفوظاتِ تیموری (انگریزی ترجمہ اسٹوراٹ) ص ۱۲

[۲۴] ظفر نامہ - جلد ۱ ، ص ٦

[۲۵] منقبۃ الجواھر ، مع اردو ترجمہ (سری نگر ۱۲۰۵ ھ) ص ۱۷۴ - ۱۷۵

شاہ ہمدان کشمیر میں کب اور کتنی بار تشریف لائے ، اس بارے میں موؤخین اور تذکرہ نگاروں کے درمیان خاصا اختلافِ رائے پایا جاتا ہے ۔ شاہ ہمدان کے قریب العہد موؤخ اور اور تزکرہ نگار ان کی ایک ہی سیاحتِ کشمیر کے قائل ہیں ۔ ان کے نزدیک یہ سیاحت سلطان قطب الدین (۱۳۷۳ء ۔ ۱۳۸۹ء) کے دورِ حکومت میں عمل میں آئی ہے ۔ مرزا حیدر نے " تاریخ رشیدی " میں کشمیر میں شاہ ہمدان کی ایک سیاحت کا ذکرکیا ہے ۔ [۴۶] ابو الفضل نے بھی " آئین اکبری " میں ایک ہی سیاحت کا ذکر کیا ہے ۔ [۴۷] سیّد علی ، [۴۸] بہارستان شاہی ، حیدر ملک چاڑورہ [۴۹] بھی ایک ہی سیاحت کے قائل ہیں ۔ محمد اعظم [۵۰] ، حسن کھو بہامی [۵۱] ، اور مسکین [۵۲] ، تین سیاحتوں کے قائل ہیں اور اسی رائے کو ایم ۔ ڈی ۔ صوفی [۵۳] ، پروفیسر محمد ریاض [۵۴] ، پروفیسر محاب الحسن [۵۵] ، ڈاکٹر فاروق بخاری [۵۶] ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر [۵۷] اور بامزیے [۵۸] نے بھی قبول کیا ہے ۔

شاہ ہمدان کے سالِ قدوم پر بھی مورخین اور تزکرہ نگار متفق نہیں ہیں ۔ سید علی نے اپنی " تاریخِ کشمیر " میں

---

[۴۶] تاریخ رشیدی (انگریزی ترجمہ پٹنہ ۱۹۷۳ء)ص ۴۳۲ ، ۴۳۳

[۴۷] آئین اکبری (لکھنو ۱۹۶۹ء) ج ، ۲ ۔ ص ۱۸۵

[۴۸] تاریخ کشمیر (قلمی نسخہ ریسرچ لائبریری سری نگر نمبر ۷۳۹) برگ ۲ ۔

[۴۹] تاریخ کشمیر (قلمی نسخہ ریسرچ لائبریری سری نگر نمبر ۳۹) ص ۴۲

[۵۰] واقعات کشمیر (قلمی) ص ۳۸

[۵۱] تاریخ حسن ۔ جلد ۳ ، ص ۱۲ ، ۱۵

[۵۲] اسرار الابرار ، ص ۱۲ ۔ ۱۴

[۵۳] کشمیر ۔ جلد ۱ ، ص ۸۶

[۵۴] سہ ماہی اقبال ۔ ص ۷۸ ۔ ۷۹

[۵۵] کشمیر انڈر سلطانز ۔ ص ۵۵ ، ۵۶

[۵۶] کشمیر میں اسلامؔ کی اشاعت ۔ ص ۱۱۲ ، ۱۱۵ ، ۱۲۲

آمدِ شاہ ھمدان کا سال ۷۸۶ ھ [59] دیا ھے اور ساتھ ھی خاوری کا یہ قطعہ تاریخ بھی لکھا ھے ۔

میر سیّد علی ، شہہ ھمدان
سیر اقلیم سبعہ کردہ نکو
شد مشرف ز مقدمش کشمیر
اہل آن شہر ازو ھدایت جو
سالِ تاریخ مقدمِ اورا
گفت از مقدم شریف بجو [60]

جس سے ۷۸۵ ھ مستفاد ھوتا ھے ۔ گمان یہی ھے کہ سیّد علی بھی ۷۸۵ ھ ہی کے قائل تھے ، اسی لیے " مقدمِ شریف بجو " کا قطعہ دیا ھے ۔ ۷۸۶ ھ کو کاتب کی غلطی پر محمول کرنا چاہیے ، کیونکہ " مقدم شریف بجو " سے کسی بھی صورت میں ۷۸۶ ھ نہیں بنتا ھے ۔ صاحب " بہار شاھی " نے ۷۸۳ ھ کا سن دیا ھے اور یہ بھی لکھا ھے کہ بعض کے خیال میں شاہ ھمدان ۷۷۳ ھ کو کشمیر میں داخل ھوئے [61] ۔ موؤخ حسن جو تین سیاحتوں کے قائل ھیں ، لکھتے ھیں کہ حضرت شاہ ھمدان ۷۷۴ ھ، ۷۸۱ ھ اور ۷۸۵ ھ میں کشمیر میں تشریف لائے [62] ۔ حاجی محی الدین مسکین نے بھی انہی تین سنین کو قبول کیا ھے ۔ اگرچہ تیسری سیاحت کا سن ۷۷۵ ھ دیا ھے [63] ۔ جو کاتب کی غلطی معلوم ھوتا ھے ۔ کیونکہ دوسری سیاحت کا سن مسکین نے ۷۸۱ ھ دیا ھے ۔ جیسا کہ عرض کیا گیا ھے کہ ایم ۔ ڈی صوفی ، پروفیسر محمد ریاض ، پروفیسر محب الحسن ، ڈاکٹر سیّد فاروق بخاری اور ڈاکٹر سیّدہ اشرف ظفر بھی ان ھی تین سیاحتوں کے قائل ھیں ۔ ڈاکٹر آر ۔ کے پارمو ۷۸۱ ھ والی

---

۵۷ میر سیّد علی الھمدانی ، ص ۷۲ – ۷۸
۵۸ اے ھسٹری آف کشمیر ، ص ۵۲۵
۵۹ تاریخ کشمیر (قلمی) برگ ۳
۶۰ ایضاً برگ ۴
۶۱ بہارستان شاھی ، ص ۲۶۶
۶۲ تاریخ حسن ، جلد ۲ ، ص ۱۷۳ – ۱۷۵

سیاحت کے قائل ہیں اور لکھتے ہیں کہ حضرت شاہ ہمدان نے یہاں چھ سال تک قیام کیا [۶۴] ۔ پروفیسر رفیقی ۷۸۳ ھ والی ایک سیاحت کے قائل ہیں [۶۵] ۔

ہمارا خیال ہے کہ شاہ ہمدان ۷۸۵ ھ میں کشمیر میں سلطان قطب الدین کے زمانے میں تشریف لائے ۔ "منقبۃ الجواہر" سے بھی اس خیال کی تائید ہوتی ہے ۔ چنانچہ حیدر بدخشی رقم طراز ہیں کہ " جب جناب سیادت کا قدم اس ملک پر پڑا ، پہنچتے ہی بادشاہ آکر مرید ہوا ، سلطان قطب الدین نے کشمیر میں تاریخ ورود اس طرح کہی ۔

چوں آمد آں شہہ ملک ولایت
گرفت کشمیر از اسلام رایت
بگفتند از کہ یافتہ تربیت ایں
ازاں گفتم کہ ازاں شاہ ہدایت [۶۶]

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس سے پہلے شاہ ہمدان کشمیر تشریف لائے ہوتے تو سلطان قطب الدین بھی اسی وقت مرید ہو گئے ہوتے ۔ کتبِ تواریخ میں مزکور ہے کہ جب شاہ ہمدان کشمیر تشریف لائے تو اس وقت سلطان شہاب الدین محاذِ جنگ پر تھا اور قطب الدین نے ان کا استقبال کیا [۶۷] ۔ اگر اس بیان کو صحیح مان لیا جائے تو قطب الدین اسی وقت ہی مرید بھی ہو گئے ہوتے پھر ۷۸۵ ھ میں مرید ہونے اور تاریخ قدوم لکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ مگر " منقبۃ الجواہر " سے مترشح ہوتا ہے کہ شاہ ہمدان ۷۸۵ ھ میں تشریف لائے ، سلطان قطب الدین ان کا مرید ہوا اور تاریخ ورود موزون کی جو ۷۸۵ ھ ہے ۔ سید محمد خاوری کے قطعۂ تاریخ قدوم سے بھی اس خیال کی تصدیق و تائید ہوتی ہے [۶۸] ۔

---

[۶۳] اسرار الابرار ، ص ۱۲
[۶۴] اے ہسٹری آف مسلم رول ان کشمیر ، ص ۱۰۳ ۔ ۱۰۴
[۶۵] صوفی ازم ان کشمیر ، ص ۳۶
[۶۶] منقبۃ الجواہر ، ص ۲۱۲
[۶۷] تاریخ حسن ۔ جلد ۲ ، ص ۱۷۳

سلطان قطب الدین اور ان کے وزرأ ، شاہ ہمدان اوران کے رفقاء کو عزت و احترام کے ساتھ شہر لائے ۔ سری نگر میں شاہ ہمدان نے موجودہ خانقاہ معلّٰی[۱] کے پاس قیام فرمایا اور وہاں ایک صفہ قائم کیا ، جہاں آپ اور آپ کے ساتھیوں نے پہلی بار نماز باجماعت اور نماز جمعہ قائم کی ۔ سلطان قطب الدین بھی یہیں پر حاضر خدمت ہوتے تھے [۶۹] ۔

شاہِ ہمدان کے ورودِ کشمیر کے وقت مسلمان اقلیت میں تھے ۔ لباس ، رہن سہن عادات و اطوار میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان فرق کرنا مشکل تھا ۔ کہا جاتا ہے کہ علاء الدین پورہ موجودہ خانقاہ معلّٰی[۱] میں ایک مندر تھا ، جہاں پر ہندوؤں کے ساتھ ساتھ مسلمان بادشاہ اور رعایا بھی پوجا کے لیے جاتے تھے ۔ قحط سالی سے بچنے کے لیے بادشاہ نے یگیہ کیا اور برھمنوں کو تحائف دئے ۔ سلطان قطب الدین نے شریعتِ اسلامی کے بالکل برعکس بیک وقت دو سگی بہنوں کو عقد نکاح میں رکھا تھا ۔ شاہ ہمدان نے اس غیر اسلامی طرزِ عمل پر کڑی نکتہ چینی کی جس کے نتیجے میں سلطان نے ایک بیوی کو طلاق دے دی ۔ شاہ ہمدان کی ہدایات پر ہندوانہ لباس ترک کر کے مسلمان حکمرانوں کا لباس پہن لیا [۷۰] ۔

شاہ ہمدان نے اشاعت و تبلیغ اسلام کے لیے اپنے رفقائے کار کو کشمیر کے مختلف گوشوں خاص طور پر ہندو مزہب کے مراکز مثلاً پانپور ، اونتی پورہ اور بیج بہاڑہ وغیرہ بھیج دیا [۷۱] ۔ جہاں پر انھوں نے مراکز تعمیر کیے اور اشاعتِ میں مشنری جذبہ کے ساتھ لگ گئے ۔ شاہ ہمدان اور ان کے رفقائے کار کی اولوالعزمانہ سرگرمیوں سے کشمیر قعر ظلمات سے نکل کر دنیائے نُور میں آ گیا ۔ آپ اور آپ کے رفقا کے علم و فضل ، زہد و ورع ، تہذیب و اخلاق ، روحانیت کے اعلی مدارج اور پُرخلوص دعوتِ دین سے کشمیر کے لوگ جوق در جوق

---

[۶۸] تاریخ کشمیر (قلمی) برگ ۳

[۶۹] بہارستان شاہی ، ص ۲۶۶ ، فتحات الکبرویہ (قلمی) ص ۲۴۴

آغوش اسلام میں آگئے ، اندازہ ہے کہ ہزاروں نفوس اسلام کے آب حیات سے سرفراز ہو گئے ۔

" شاہ ہمدان نے کشمیر کے تعلقات ان ممالک سے قائم کیے جو اسلام ، اسلامی تہذیب ، اسلامی فکر اور اسلامی فن و ادب کا سرچشمہ تھے ۔ انہوں نے تقریباً دو سو کتابیں خود تصنیف کیں ۔ ان کے رفقا بھی وسط اشیا سے بہت سی کتابیں ساتھ لائے تھے ۔ حکمران کشمیر ان کے قدموں پر گرنا اپنے لئے باعثِ سعادت سمجھتے تھے ۔ مگر وہ بدستور ہاتھ سے ٹوپیاں بنا کر کسبِ حلال سے اپنی زندگی گزارتے تھے ۔ یہی درس انہوں نے اپنے رفقا اور متعلقین کو بھی دیا تھا ۔ وہ خود مسلکاً شافعی تھے ۔ اگر چاہتے تو یہاں بھی بغیر کسی ادنیٰ مشکل کے اس مسلک کو پھیلاتے ، مگر چونکہ ان کے پیش رو مبلغ سید شرف الدین عبدالرحمان بلبل نے حنفی ہونے کی وجہ سے یہاں اسی مسلک کے مطابق تبلیغ کی ، اس لیے شیخ ہمدانی نے اسی مسلک کو برقرار رکھا اور اسی کے مطابق لوگوں کو عبادت و عقائد کی تعلیم دی [۷۲] ۔

شاہ ہمدان اور ان کے ساتھی کشمیریوں کے لیے کوئی بوجھ نہیں بنے ۔ یہ حضرات اپنے ساتھ ایرانی صنعت و حرفت بھی لائے ۔ انھی حضرات کی کاوشوں سے کشمیر میں کئی دستکاریاں رواج پا گئیں اور انھی دستکاریوں کی وجہ سے اس وقت کشمیر چار دانگ عالم میں مشہور ہے ۔ اور کشمیری مسلمانوں کی اقتصادی حالت بھی بہتر ہوئی ۔

غرض شاہ ہمدان نے یہاں کی تہذیب و تمدن، مذہب و اخلاق اور صنعت و حرفت کو بدل ڈالا ۔ کشمیر پر انکے اس احسان عظیم کا اعتراف ہر دور کے علما و فضلا اور صوفیائے کرام نے کیا ہے ۔ وہ اپنے آپ کو " کوچہ امیر کا گدا " تصور کرتے ہیں اور ان کی ذات والا صفات سے عشق کا اظہار والہانہ انداز

---

[۷۰] فتحات الکبرویہ (قلمی) ص ۲۴۲

[۷۱] سیّد علی ۔ تاریخ کشمیر (قلمی) برگ ۷ ۔ ۹

[۷۲] کشمیر میں اسلام کی اشاعت ۔ ص ۱۲۳

میں کرتے ہیں اس سلسلے میں شیخ یعقوب صرفی ، مرزا اکمل الدین بدخشی ، اور خواجہ حبیب اللہ نوشہری کا نام لینا کافی ہوگا [۷۳] ۔ اقبال نے بھی " جاوید نامہ " میں شاہ ہمدان کی خدمات عالیہ کا اعتراف اس طرح کیا ہے ۔

سیدّ السادات سالارِ عجم ۔
دستِ او معمارِ تقدیرِ امم
تا غزالی درسِ اللہ ھو گرفت
ذکر و فکر از دود مانِ او گرفت
مرشد آں کشور مینو نظیر
میر و درویش و سلاطین را مشیر
خطہ را آں شاہِ دریا آستیں
داد علم و صنعت و تہذیب و دین
آفرید آں مردِ ایران صغیر
باہنر ھائے غریب و دلپزیر
یک نگاہ او کشاید صد گرہ
" خیز و تیرش را بدل راھے بدہ " [۷۴]

شاہ ہمدان ۷۸۶ ھ میں یہاں سے مراجعت فرماتے ہیں جس کی وجہ بعض مورخین کے نزدیک یہ تھی کہ چونکہ سلطان قطب الدین نے شاہ ہمدان کی خواہش کے مطابق مکمل طور پر اسلامی شریعت نافذ نہیں کی بلکہ سیاسی مصلحتوں سے کام لیا تو آپ نے بد دل ہو کر کشمیر کو خیر باد کہا [۷۵] ۔ مگر یہ رائے قابل قبول نہیں ہے ۔ تزکروں اور کتبِ تواریخ میں مژکور ہے کہ سلطان نے شاہ ہمدان کو روکنے کی کافی کوشش کی ، مگر آپ نہیں مانے ۔ البتہ آپ نے سلطان کی درخواست پر میر حاجی محمد کو شرعی معاملات میں راہنمائی کے لیے یہیں رکنے کا حکم دیا [۷۶] ۔ ظاہر ہے کہ یہ بات جب ہی ممکن ہو سکتی تھی جب سلطان اور شاہ کے تعلقات استوار

---

[۷۳] دیکھیے دیوان صرفی مرتبہ حبیب اللہ کاملی ، بحر العرفان از شیخ اکمل الدین بدخشی بروکاز پرس ۱۳۸۱ ھ ج ۱ ، خواجہ حبیب اللہ نوشہری کی منقبت کیلئے /جاری......

رہے ہوں ۔

شاہ ہمدان جب کنار پہنچ گئے تو یہاں کے سلطان خضر نے انہیں چند دن قیام فرمانے پر آمادہ کیا ۔ یہیں پر آپ بیمار ہوئے اور ٦ ، ذی الحجہ ۷۸٦ ھ (۱۹ ، جنوری ۱۳۸۵ء) کو تہتر سال کی عمر میں راہِ سپارِ عالم آخرت ہوئے [۷۷] ۔ بعد میں آپ کی میت کو ختلان لیجایا گیا جہاں آپ کو ۲۵ جمادی الاولیٰ ۷۸۷ ھ (۱۴ جولائی ۱۳۸۵ء) کو سپردِ خاک کیا گیا [۷۸] ۔

---

[۷۳] دیکھیے رسالہ ہمدانیہ مع اردو ترجمہ سری نگر ۱۹۷۷ء

[۷۴] جاوید نامہ ، ص ۱۸۰

[۷۵] بہارستان شاہی ۔ ص ۲٦٦

[۷٦] فتحات الکبرویہ ، برگ ۱۵۱ ب بحوالہ کشمیر انڈر سلطانز ، ص ۵۷

[۷۷] خلاصۃ المناقب بحوالہ صوفی ازم ان کشمیر ص ۳۹ ، فتحات الکبرویہ (قلمی) ص ۲۵۴

[۷۸] ایضاً